بسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیمِ

فون ۴۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم اتوار

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسے

جلد ۶۷/۳۲ | ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۹۸ھ ۔ ۲۱ ہجرت ۱۳۵۷ہش ۔ ۲۱ مئی ۱۹۷۸ء | نمبر ۱۱۴

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ ۲۱ ہجرت۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ۱۸ اور ۱۹ مئی کی ارسال کردہ جو اطلاعات بذریعہ کیبل گرام موصول ہوئی ہیں ان کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

فرینکفورٹ ۱۸ مئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے، الحمد للہ۔ حضور کی طرف سے پاکستان کے جملہ احمدی احباب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (مرزا انس احمد)

فرینکفورٹ ۱۹ مئی۔ حضور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں ۱۸ مئی کی صبح اور شام کو حضور نے کئی گھنٹے تک اہم دفتری امور سر انجام دئے اور مقامی جماعت کے احباب سے ملاقات فرمائی۔ ربوہ اور اہلِ ربوہ کی خیر و عافیت کے متعلق اطلاع کا انتظار ہے۔ (مرزا انس احمد)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے معنے یہ ہیں

کہ

اُس کے پیدا کردہ اسباب سے کام لو اور پھر نتیجہ خدا پر چھوڑ دو

"جو لوگ اپنی قوتِ بازو پر بھروسہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو چھوڑ دیتے ہیں اُن کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے یہ معنی نہیں کہ ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ رہے بلکہ خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ اسباب سے کام لینا اور اُس کے عطا کردہ قویٰ کو کام میں لگانا پھر نتیجہ کے لئے خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنا یہی حقیقی راہ ہے اور خدا تعالیٰ کی قدر ہے۔ جو لوگ خداداد قویٰ سے کام نہیں لیتے اور صرف مُنہ سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں وہ جھوٹے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی قدر نہیں کرتے بلکہ خدا تعالیٰ کو آزماتے ہیں اور اُس کی عطا کردہ قوتوں اور طاقتوں کو لغو قرار دیتے ہیں اور اِس طرح پر اُس کے حضور شوخی اور گستاخی کرتے ہیں اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے مفہوم سے دُور جا پڑتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے بلکہ بغیر اس پر عمل کئے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا ظہور چاہتے ہیں یہ ہرگز مناسب نہیں بلکہ جہاں تک ہو سکے اور انسان کے امکان اور طاقت میں ہو رعایتِ اسباب ضرور کرنی چاہیئے لیکن ان اسباب کو اپنا معبود اور مُشکل کُشا قرار نہ دے بلکہ اُن سے کام لیکر پھر انجام کو تفویض الی اللہ کرے اور اس بات پر سجداتِ شُکر بجا لائے کہ خدا نے اس کو وہ طاقتیں اور قویٰ عطا فرمائے ہیں۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۶۶، ۳۶۷)

بحرِ عرفان کے موتی اور جوامع الکلم

اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ اور توکّل کیا کرو

توکّل کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ محبّت کرتا ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

(ابرٰھیم: ۱۳)

ترجمہ:۔ بھروسہ کرنے والوں کو تو اللہ (تعالیٰ) پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔ (آل عمران: ۱۶۰)

ترجمہ:۔ جب تُو (کسی بات کا) پختہ ارادہ کرلے تو اللہ پر توکّل کیا کر، اللہ توکّل کرنے والوں سے یقیناً محبّت کرتا ہے۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم:۔

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَّتَرُوْحُ بِطَانًا۔ (الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا کہ آپؐ فرما رہے تھے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو جیسا کہ توکّل اور بھروسہ کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح رزق دے گا جیسا کہ پرندوں کو رزق دیتا ہے جو صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے (اپنے گھونسلوں میں) آجاتے ہیں۔

پبلشر:۔ مسعود احمد۔ پرنٹر:۔ سید عبدالحی۔ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت:۔ دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بپا کردہ انقلابِ عظیم جس نے آخری زمانہ میں غلبہ حاصل کرنا ہے زمانہ کے لحاظ سے اپنے دوسرے دور میں داخل ہو چکا ہے

انقلابِ عظیم کی اِس حرکت کے دو بنیادی تقاضے ہیں ۱۔ ہماری صفوں میں کامل اتحاد ہو ۲۔ ہمارے منصوبوں میں کامل یک جہتی ہو

یہ تقاضے جماعتِ احمدیہ کی خلافت کے دائمی نظام سے ہی پورے ہو سکتے ہیں جس کے ذریعہ اب تجدیدِ دین مقدر ہو چکی ہے

امام آخر الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجدد الفِ آخر بھی ہیں کوئی شخص آپ سے یہ زمانہ چھیننے کے لئے نہیں آسکتا

سالانہ اجتماع کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خدام احمدیت سے نہایت بصیرت افروز اختتامی خطاب

مورخہ ۶ نبوت ۱۳۵۶ ہش بمطابق ۶ نومبر ۱۹۷۷ء کی سہ پہر کو مسجد اقصیٰ کے صحن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع سے جو الوداعی خطاب فرمایا تھا اس کا مکمل متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (یوسف سلیم شاہد ایم۔ اے انچارج صیغہ زود نویسی ربوہ)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ نے فرمایا:۔

ہمارے سالانہ اجتماع ہر سال ہؤا کرتے ہیں لیکن بیچ میں کچھ وقفہ پڑ گیا۔ ۱۹۷۳ء کے بعد چوتھے سال یہ اجتماع ہؤا ہے۔ کچھ اس کی وجہ سے اور کچھ میں سمجھتا ہوں مرکزی منتظمین کی سُستی کی وجہ سے ۱۹۷۳ء کی نسبت اِس اجتماع میں کم مجالس شامل ہوئی ہیں حالانکہ ۱۹۷۳ء کی نسبت بیسیوں

نئی مجالس اور جماعتیں

پاکستان میں قائم ہو چکی ہیں۔

امسال شامل ہونے والی مجالس کی تعداد ۴۹۳ ہے جبکہ ۱۹۷۳ء میں ۶۴۵ تھی خدامِ بیرون ۱۹۵۴ اور ربوہ کے ۱۸۵۶ کُل خدام ۳۸۱۰۔ اب جو غلطی ہو گئی وہ تو ہو گئی، اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ آئندہ سال یہ غلطی نہیں ہونی چاہیئے۔ ہمارا قدم آگے بڑھنا چاہیئے۔

دوسری بات مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدام الاحمدیہ کے ذمہ چندہ اطفالِ احمدیہ وقفِ جدید لگایا گیا ہے۔ یعنی احمدی گھرانوں میں چھوٹی عمر کے اطفال اور ناصرات (بھائیوں اور بہنوں) کے ذمہ سالِ رواں کے لئے مجموعی طور پر ایک لاکھ کا بجٹ تجویز ہؤا تھا اس میں سے وعدے ۶۸ ہزار کے ہوئے اور وصولی اِس وقت تک صرف ۲۸ ہزار کی ہے۔ اِس لئے مَیں خدام الاحمدیہ کے ہر جگہ کے مقامی عہدیداران ۔ خواہ وہ اس اجتماع میں شامل ہوئے ہیں یا سُستی کی وجہ سے نہیں آسکے ۔ کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ایک تو اپنے بجٹ کے مطابق وعدے پورا کرنے کی کوشش کریں اور دوسرے

وصولی کی رفتار بھی بڑھائیں

اِس وقت تک وصولی غالباً نصف ہونی چاہیئے تھی اس میں ۲۸ ہزار کی کمی ہے اس کمی کو پورا کرنے کی طرف توجہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اِس کی توفیق عطا فرمائے۔

مَیں نے جمعہ کے روز اپنی افتتاحی تقریر میں آپ بھائیوں اور بچوں کو اِس طرف توجہ دلائی تھی کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بپا کردہ انقلابِ عظیم آخری زمانے میں عروج کی منزلیں طے کرنے کے لئے زمانہ کے لحاظ سے اپنے دوسرے دَور میں داخل ہو چکا ہے اور اس زمانہ کے متعلق قرآن کریم میں پیشگوئی کی گئی ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اُمّتِ محمدیہ کو بشارتیں دی گئی ہیں کہ

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

کی بشارت کے مطابق دینِ اسلام تمام ادیان اور تمام اِزمز (ISMS) پر غلبہ حاصل کرے گا۔ مَیں

عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

کے معنی محض مذاہب نہیں کرتا بلکہ انسانی دماغ نے تمدن اور معاشرہ اور اقتصادیات کے جو اصول بنا لئے ہیں اور جو لوگوں کے نزدیک مذہب کے قائمقام بن چکے ہیں ان کو بھی مَیں اس میں شامل کرتا ہوں۔ یعنی میرے نزدیک

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دینِ اسلام کی صداقت عیسائیوں پر تو واضح ہو جائے گی لیکن کمیونسٹ دہریوں پر واضح نہیں ہو گی بلکہ جو اشتراکی نظام ہے جسے انہوں نے مذہب کی بجائے اپنے ملک اور اپنے زیرِ اثر علاقوں میں قائم کر رکھا ہے اس پر بھی اسلام اپنے رُوحانی اور

اخلاقی اور علمی اصول کے ذریعہ

غالب آئے گا اور ان سے بھی اپنا سِکّہ منوائے گا اور ان اقوام کو بھی جو مذہب کے نام سے تو دُور ہٹ چکی ہیں لیکن جنہوں نے اپنی عملی زندگی کے لئے فلسفیانہ اصول بنا لئے ان کو ماننا پڑے گا کہ کوئی پُرانا دین اِس زمانے میں کام آتا ہے اور نہ اُن کی عقل ان کو نجات کی راہ دکھلا سکتی ہے اور اس کے نتیجہ میں نوعِ انسانی اُمّتِ واحدہ بن کر اور ایک خاندان کے طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے گی۔

یہ انقلابِ عظیم جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آج سے قریباً چودہ سو سال پہلے بپا کیا گیا تھا وہ اب جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے اپنے عروج کو یعنی جب اُس نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی انتہا کو پہنچنا ہے اور اس نے آخری غلبہ حاصل کرنا ہے، اس دور میں داخل ہو چکا ہے۔ اِس انقلابِ عظیم کی عظیم حرکت کا اپنے اس آخری دور میں داخل ہو جانا ہم سے

دو بنیادی مطالبے

کر رہا ہے۔ اِس وقت مَیں انہی دو مطالبوں کے متعلق آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

اوّل۔ نوعِ انسانی کو اُمّتِ واحدہ بنا کر اور ایک خاندان کی حیثیت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنے کا کام ہم سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ہماری اپنی صفوں میں کامل اور پختہ اتّحاد قائم ہو چنانچہ مَیں نے اس سے پہلے انصار اللہ کے اجتماع میں بتایا تھا کہ اسلام کے پہلے دور یعنی اسلام کی نشأۃِ اُولیٰ کی پہلی تین صدیوں میں خصوصاً اسلام کے ذریعہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کے نتیجہ میں انسانی زندگی میں بڑی انقلابی تبدیلیاں رُونما ہوئیں لیکن ایک چیز بڑی نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے اور وہ یہ کہ اس اتّحاد میں جو اسلام کے پہلے دور کا اتحاد ہے انتشار بھی بڑا نمایاں ہے۔ مثلاً ہم فقہ کو لے لیتے ہیں۔ فقہ بھی دراصل عام قانون سے مِلتی جُلتی ہے یعنی جب عام قانون کو

الٰہی تعلیم ہدایت کے مطابق

مدوّن کیا جاتا ہے تو وہ فقہی مسائل بن جاتے ہیں مثلاً لین دین کے مسائل ہیں۔ لڑائی جھگڑے دُور کرنے کے مسائل ہیں۔ میاں بیوی کے تعلقات کے مسائل ہیں۔ تجارتوں کے مسائل ہیں۔ تجارتوں میں شراکت کے مسائل ہیں۔ ایک دوسرے کے اموال کی حفاظت کرنے۔ اموال غصب نہ کرنے۔ بددیانتی نہ کرنے اور خیانت نہ کرنے وغیرہ کے بارہ میں سارے قوانین کو فقہاء نے اسلامی ہدایت کی روشنی میں مدوّن کیا ہے اگرچہ اسلام سے پہلے بھی دُنیا کا قانون موجود تھا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے فقہائے اسلام نے دن رات ایک کر کے نوعِ انسانی کی اس میدان میں جو خدمت کی اس نے پہلی بار انسان کی آنکھ کھولی کہ اس رنگ میں یہ قوانین ہمارے سامنے آنے چاہئیں۔ ٹھیک ہے دُنیا میں بعض پُرانے قوانین ایسے ہیں جو بعض قوموں نے بنائے ہیں اور جن کا نام یورپ آج بھی لے رہا ہے لیکن وہ بنیادی حُسن اور وہ بنیادی کمال ان قوانین کے اندر ہمیں نظر نہیں آتا۔ یہ اسلام ہی تھا جس نے انسان کی سوچ اور سمجھ اور عقل اور فکر کا دھارا اُس طرف موڑا جس طرف

انسان کی فطرت کا تقاضا

تھا۔ پس اگرچہ فقہائے اسلام نے بڑا کام کیا۔ آئمہ اربعہ نے بڑی محنتیں کیں۔ انہوں نے نوعِ انسانی کے لئے بڑی تکالیف اُٹھائیں اور بنی نوع انسان کے ہاتھ میں ایک خوبصورت فقہ اور قانون دیا لیکن اس کے باوجود اُمّتِ مسلمہ میں چار مختلف گروہ بن گئے۔ ایک حنفی فقہ کو ماننے والے ہیں، ایک شافعی فقہ کو ماننے والے ہیں، ایک مالکی فقہ کو ماننے والے ہیں اور ایک حنبلی فقہ کو ماننے والے ہیں۔ پھر آگے ہر ایک میں اندرونی اختلاف ہیں۔ پس اِتّحاد کے اندر انتشار کہہ لیا جائے یا انتشار کے اندر اتّحاد کہہ لیا جائے ایک ہی بات ہے۔ یعنی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ انتشار کُلّی طور پر ایسا انتشار تھا جس نے اُمّتِ مسلمہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے اور ان کا آپس میں کوئی اِتّصال ہی نہیں رہا تھا۔ ٹکڑے تو کر دیئے تھے لیکن ان کا اتّصال بھی قائم رہا کیونکہ وہ سب متفق تھے اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات پر۔ وہ سب متفق تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہونے پر۔ وہ سب متفق تھے اسلام کے دینِ الٰہی ہونے پر کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل اور مکمل شریعت نازل فرمائی ہے اور وہ تمام متفق تھے اِس بات پر کہ قرآن کریم

ایک عظیم ہمیشہ رہنے والی ہدایت

پر مشتمل ہے جو بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے انسان کے ہاتھ میں دی گئی ہے۔

غرض جو بنیادی مسائل تھے اُن میں متفق تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات پر متفق ہونے کے باوجود خدا تعالیٰ نے جو یہ فرمایا تھا کہ مَیں اپنی ذات اور صفات میں بے مثل ہوں اور تمام صفاتِ حسنہ سے متّصف ہوں اور کوئی عیب اور نقص اور کمی اور بُرائی میری طرف منسوب نہیں ہو سکتی ان باتوں میں آگے اختلاف ہو گیا کسی نے کسی جگہ ٹھوکر کھالی اور کسی نے کسی جگہ ٹھوکر کھالی لیکن بنیادی طور پر اتّحاد بھی بڑا ہے اور انتشار بھی بہت ہے۔ اِس انقلابِ عظیم کی حرکت کے پہلے دور میں دونوں چیزیں ایک ہی وقت میں ہمیں نظر آ رہی ہیں۔ پس چونکہ نوعِ انسانی کو اُمّتِ واحدہ بنا دینا نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور ارشادات کے مطابق مسیح اور مہدی علیہ السلام اور آپ کی جماعت کا کام ہے اِس لئے آپ کی جماعت میں کسی قسم کا انتشار نہیں ہونا چاہیئے۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کی رُو سے

اِتّحاد و اتّفاق کا کامل نمونہ

جس میں کوئی رخنہ نہ ہو وہ ہماری جماعت میں نظر آنا چاہیئے۔

دوم۔ اِس انقلابِ عظیم کا اپنے دوسرے دور میں داخل ہو جانے کی وجہ سے دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ دینِ اسلام کے غلبہ کے لئے اور نوعِ انسانی کو اُمّتِ واحدہ بنانے کے لئے جو منصوبے تیار کئے جائیں اور جو تدابیر اختیار کی جائیں ان میں یک جہتی پائی جائے اور اس کی ضرورت خصوصاً اس لئے بھی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جہاں انسان پر رُوحانی ترقیات کے بے انتہاء دروازے کھولے ہیں وہاں اس کو شیطانی وساوس اور شیطانی رخنوں سے حفاظت نہیں دی۔ انسان کو قرآن کریم کے ذریعہ کامل ہدایت دی لیکن ساتھ ہی اس کو آزادی دی اور فرمایا

اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا

چاہو تو خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن کر اسلامی تعلیم پر عمل کرو اور اگر چاہو تو اپنی مرضی سے کُفرانِ نعمت کرو اور غلط راہوں پر پڑ جاؤ۔ ایک دوسری جگہ فرمایا حق آ گیا ہے۔

فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ

دوسری طرف قرآن کریم نے شیطان کے متعلق

تمثیلی زبان میں

ذکر کیا ہے۔ مَیں اس وقت اِس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کہ شیطان کیا ہے اور وہ کس طرح انسان پر حملے کرتا ہے۔ یہ بحث میرے مضمون سے تعلق نہیں رکھتی مَیں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کہتا ہے شیطان کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی کہ وہ لوگوں کو گمراہ کرے لیکن ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ وہ جتنا مرضی زور لگا لے جو خدا کے بندے ہیں وہ تو خدا کے بندے ہی رہیں گے۔ اب چونکہ ساری دُنیا کو ساری نوعِ انسانی کو اُمّتِ واحدہ بنانا ہے اور اُمّتِ واحدہ بنا کر خدا تعالیٰ کے قدموں میں جمع کرنا ہے اِس لئے عقلاً بھی اس وقت شیطان کا حملہ اتنا زبردست ہونا چاہیئے کہ اس سے پہلے اتنا زبردست حملہ کبھی نہ ہُوا ہو چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اسی قانونِ قدیم کے لحاظ سے خدا نے اپنے پاک نبیوں کی معرفت یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبر دی ہے کہ جب آدم کے وقت سے چھ ہزار برس قریب الاختتام ہو جائیں گے تو زمین پر بڑی تاریکی پھیل جائے گی اور گناہوں کا سیلاب بڑے زور سے بہنے لگے گا اور خدا کی محبت دلوں میں بہت کم اور کالعدم ہو جائے گی تب خدا محض آسمان سے بغیر زمینی اسباب کے آدم کی طرح اپنی طرف سے روحانی طور پر ایک شخص میں سچائی اور محبت اور معرفت کی روح پھونکے گا اور وہ مسیح بھی کہلائے گا کیونکہ خدا اپنے ہاتھ سے اس کی روح پر عطر ملے گا اور وہ وعدہ کا مسیح جس کو دوسرے لفظوں میں خدا کی کتابوں میں مسیح موعود بھی کہا گیا ہے شیطان کے مقابل پر کھڑا کیا جائے گا اور شیطانی لشکر اور مسیح میں یہ آخری جنگ ہوگا اور شیطان اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ اور تمام ذریت کے ساتھ اور تمام تدبیروں کے ساتھ اس دن اس روحانی جنگ کے لئے تیار ہو کر آئے گا۔

اور دنیا میں شر اور خیر میں کبھی ایسی لڑائی نہیں ہوئی ہو گی جیسے کہ اس دن ہوگی کیونکہ اس دن شیطان کے مکائد اور شیطانی علوم انتہاء تک پہنچ جائیں گے اور جن تمام طریقوں سے شیطان گمراہ کر سکتا ہے وہ تمام طریق اس دن مہیا ہو جائیں گے۔ تب سخت لڑائی کے بعد جو ایک روحانی لڑائی ہے خدا کے مسیح کو فتح ہوگی اور شیطانی قوتیں ہلاک ہو جائیں گی اور ایک مدت تک خدا کا جلال اور عظمت اور پاکیزگی اور توحید زمین پر پھیلتی جائے گی اور وہ مدت پورا ہزار برس ہے جو ساتواں دن کہلاتا ہے بعد اس کے دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔ سو وہ مسیح میں ہوں اگر کوئی چاہے تو قبول کرے۔"

(لیکچر لاہور صفحہ ۳۲ تا ۳۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۷۸، ۱۷۹)

پس چونکہ یہ شیطان کے ساتھ آخری جنگ ہے اور چونکہ یہ شر اور خیر کے درمیان

آخری معرکہ آرائی

ہے اور چونکہ شیطان کی ساری کی ساری تدبیریں اس میں استعمال کی جانے والی ہیں اس لئے آپ نے فرمایا کہ دنیا میں ایسی جنگ جو دین اور لادینیت، خیر اور شر کے درمیان لڑی جانی ہے وہ آدم کی نسل میں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ اور یہ وہی زمانہ ہے جس میں ہم داخل ہو چکے ہیں۔ اِس جنگ میں شیطان کو مغلوب کرنے کے لئے اور اُسے اس کی تدبیروں میں ناکام کرنے کے لئے اور اسلام کے حق میں آخری فتح حاصل کرنے کی کوشش کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جو منصوبے تیار کئے جائیں اُن کے اندر یک جہتی ہو۔ یہ نہیں کہ افریقہ میں کوئی اور منصوبہ تیار کیا جا رہا ہے۔ یورپ میں کوئی اور منصوبہ تیار کیا جا رہا ہے۔ امریکہ میں کوئی اور منصوبہ تیار کیا جا رہا ہے۔ دوسرے ممالک اور جزائر وغیرہ میں کوئی اور منصوبہ تیار کیا جا رہا ہے لیکن یک جہتی اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے کہ ایک وجود ہو جو منصوبہ تیار کرنیوالا ہو اور وہ وجود جو ہے وہ

جماعتِ احمدیہ کی خلافت

ہے۔ آپ میں سے بہت سے سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی خلافت کس چیز کا نام ہے اور بہت سے نہیں سمجھتے۔ اِس خلافت کی ایک صفت یہ ہے کہ اِس خلافت کو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ میں اِس خلافت کے ذریعہ اپنی قدرتوں کا زبردست ہاتھ دکھاؤں گا۔ یہ خدا تعالیٰ کی تائید یافتہ خلافت ہے۔ اِس خلافت کا ایک وجود ہے۔ خلافت تو روح ہے اور اس کا جسم بھی ہے (یعنی جماعت احمدیہ جسم ہے) روح اور جسم مل کر ایک وجود بنتے ہیں۔

۶۷ء میں ڈنمارک میں کوپن ہاگن کے مقام پر چند عیسائی پادری مجھ سے ملنے آئے ان میں سے ایک نے مجھے کہا کہ جماعتِ احمدیہ میں آپ کا کیا مقام ہے۔ میں نے اُسے جواب دیا کہ میرے نزدیک آپ کا سوال درست نہیں ہے اِس لئے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ کا امام اور جماعتِ احمدیہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یعنی خلیفۂ وقت اور جماعت دونوں مل کر ایک وجود بنتے ہیں اِسی لئے خلافت کا یہ کام ہے کہ وہ جماعت کے دکھوں کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ خلیفۂ وقت آپ کے لئے دعا کریں۔ خلیفۂ وقت پر بعض دفعہ ایسے حالات بھی آتے ہیں کہ وہ ہفتوں ساری ساری رات آپ کے لئے دعائیں کر رہا ہوتا ہے جیسے ۷۴ء کے حالات میں دعائیں کرنی پڑیں میرا خیال ہے کہ دو مہینے تک میں بالکل سو نہیں سکا تھا۔ کئی مہینے دعاؤں میں گزرے تھے۔

پس خلیفۂ وقت وہ وجود ہے جو آپ کے رنج میں شریک ہو۔ آپ کی خوشیوں میں شریک ہو۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

کے مطابق وہ آپ کی دنیوی بھلائی کے لئے دعائیں کرنے والا ہو۔ وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً کے مطابق آپ کی روحانی بھلائی کے لئے دعائیں کرنے والا ہو۔ اور یہ دعائیں کرنے والا ہو کہ شیطان کے حملے کبھی بھی کسی احمدی کے خلاف کامیاب نہ ہوں اور ہمیشہ شیطان ناکام رہے اور خالی یہی نہیں یعنی یہ یک طرفہ چیز نہیں بلکہ خلیفۂ وقت مخلصین کی جماعت کے ساتھ مل کر وہ وجود بنتے ہیں جنہوں نے شیطان کے خلاف یہ جنگ لڑنی ہے۔ میں تو ایک عاجز بندہ ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ جماعت کس طرح میرے لئے دعائیں کرتی ہے۔ وہ میرے اور اپنے مقاصد کی کامیابی کے لئے دعائیں کرتی ہے۔ وہ جماعت کی پریشانیوں میں جب خلیفۂ وقت کو پریشان ہونا پڑتا ہے تو پھر جماعت ایک اور لحاظ سے پریشان ہو جاتی ہے کہ ان حالات میں امام وقت کو پریشانی کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ حالات بدلے اور یہ پریشانی دور ہو۔ جس طرح انگلی کو تکلیف پہنچے تو انسان کی روح تڑپ اٹھتی ہے اور اگر کسی کو ذہنی کوفت ہو تو سارا جسم کوفت محسوس کر رہا ہوتا ہے یہی حال خلیفۂ وقت اور جماعتِ احمدیہ کا ہے۔ پس یہ سمجھنا غلط ہے کہ خلیفۂ وقت کوئی اور چیز ہے اور جماعتِ احمدیہ کوئی اور چیز۔

اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ پر بڑا فضل کیا ہے۔ جماعتِ احمدیہ اور امام جماعتِ احمدیہ

ایک ہی چیز کے دو نام

ہیں دونوں کے مجموعہ سے ایک چیز بنتی ہے جو اپنے اندر یک جہتی کی علامت ہے اور اس انقلابِ عظیم کو اپنے انتہائی عروج تک پہنچانے کا جو منصوبہ ہے اس میں کامیابی کے لئے یک جہتی ضروری ہے۔ ایک تو اندرونی طور پر جماعت میں کوئی تفرقہ نہ ہو اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کا حکم ہمیشہ سامنے رہے اور ہر پہلو سے تفرقہ سے بچا جائے اور دوسرے یہ کہ جو غلبہ اسلام کے لئے کام کئے جاتے ہیں اور منصوبے بنائے جاتے ہیں اُن میں یک جہتی ہو چنانچہ ایک منصوبہ ہے جس پر انشاء اللہ اگلے سال جون میں کام شروع ہو گا اور جس کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رُو سے عیسائیت کو اسلام کی طرف ایک خاص منصوبے کے ماتحت دعوت دینی ہے یہ منصوبہ تیار ہوگیا ہے۔ اب ساری جماعت چونکہ ایک ہے جماعت نے مشورہ کیا ہیں تو اُن سے مشورہ کیا اور وہ منصوبہ تیار ہوگیا اس پر کام شروع ہوگیا۔ ساری دُنیا کے بعض پادری اور غیر پادری جو سکالرز اور محقق ہیں اُن کو اکٹھا کرنے کی سکیم ہے اور وہاں دوست یہ مقالے پڑھیں گے کہ حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

خدا تعالیٰ سے علم پاکر

ایک لمبا زمانہ گزرا دُنیا میں یہ اعلان کیا تھا کہ یہ دعویٰ غلط ہے کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر فوت ہوگئے تھے اور پھر دوبارہ اُٹھائے گئے اور آسمانوں پر چلے گئے تھے اور یہ کہ وہ زندہ ہیں اور واپس آئیں گے۔ یہ ساری باتیں غلط ہیں۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام جو حضرت موسیٰؑ کی اُمّت کے مسیح اور خدا تعالیٰ کے ایک پیارے بندے تھے وہ خدا کے ایک رسول تھے۔ وہ ایک نہایت عاجز بندے تھے اور اُنہوں نے اپنی زندگی میں عاجزانہ راہیں اختیار کی ہوئی تھیں ان کو خدا بنا لینا یا خدا کا بیٹا تصوّر کر لینا بڑا ظلم ہے انسان کا اپنے اُوپر اور دوسرے انسانوں پر بھی۔ عیسائیوں نے بڑا شور مچایا اور بہت بڑے بڑے دعوے کئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے سے معاً پہلے کے جو پندرہ بیس سال ہیں وہ عیسائی پادریوں کے سال تھے۔ اس زمانے میں جانتے ہو؟ انہوں نے کیا کیا دعوے کئے تھے۔ انہوں نے یہ دعوے کئے تھے کہ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے (نعوذ باللہ) جب خداوند یسوع مسیح کا جھنڈا مکّہ اور مدینہ پر لہرائے گا اور عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب افریقہ کا برِّ اعظم خداوند یسوع مسیح کی جھولی میں ہوگا۔ انہوں نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ ہندوستان کے رہنے والوں میں سے (اُس وقت ہندوستان کی تقسیم نہیں ہوئی تھی) اگر کسی کے دل میں کبھی یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ کسی ایک مسلمان کا چہرہ دیکھ لے مرنے سے پہلے تو ایک مسلمان بھی نہیں ہوگا ہندوستان میں جس کا چہرہ دیکھ کر وہ اپنی یہ خواہش پوری کر سکے۔

پس اِس قسم کے دعوے تھے جو عیسائی پادری کر رہے تھے تب خدا تعالےٰ نے

غلبۂ اسلام کی خاطر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھڑا کیا اور فرمایا مَیں تیرے ساتھ ہُوں تُو اکیلا ہے تو کیا ہُوا میری مدد تیرے شاملِ حال رہے گی۔ اُٹھ اور غلبۂ اسلام کے لئے کام کر۔ تب آپؑ نے وہ گوشۂ تنہائی چھوڑا جس میں دُنیا سے چُھپ کر اپنے ربِّ کریم کی عبادت میں آپ مشغول رہا کرتے تھے اور اسی میں خوش تھے اور وہاں سے نکلنا نہیں چاہتے تھے لیکن خدا نے فرمایا مَیں تجھے کہہ رہا ہوں اُٹھ اور دینِ اسلام کی خدمت کر۔ چنانچہ مخالفینِ اسلام خواہ وہ عیسائی ہوں یا دوسرے مذاہب یا اِزمز (ISMS) یا سکولز آف تھاٹ (SCHOOLS OF THOUGHT) کے ساتھ ان کا تعلق ہو ان کے مقابلہ میں خدا نے آپؑ کو ایسے دلائل سکھائے کہ آپ نے مخالفینِ اسلام کا مُنہ بند کر دیا اور اب یہ حال ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے لٹریچر کے مقابلہ میں وہ کسی احمدی سے بات نہیں کرتے۔ بڑے بڑے پادریوں نے بہت سارے علاقوں میں عیسائیوں کو یہ ہدایتیں دی ہوئی ہیں کہ کسی احمدی بچے تک سے خواہ وہ ساتویں آٹھویں کا طالب علم ہی کیوں نہ ہو اس سے بھی بحث نہ کرو اور نہ کوئی کتاب لے کر پڑھو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدا نے

مجھے بتایا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر نہیں مرے۔ آپ نے اپنی کتاب

"مسیح ہندوستان میں"

اور اس کے علاوہ اور بھی کئی کتب میں لکھا کہ حضرت مسیحؑ افغانستان کے راستے کشمیر گئے اور وہاں وہ فوت ہوئے۔ یوز آسف۔ شہزادہ نبی نام سے وہاں وہ پکارے گئے اور وہاں وہ دفن ہیں۔ اُن کی قبر اب تک موجود ہے۔ عیسائیوں نے اس پر ہنسی اُڑائی، تمسخر کیا۔ وہ سمجھتے تھے ایک چھوٹے سے قصبے میں رہنے والا شخص اُن کا کیا بگاڑ لے گا۔ مگر اس مدعی کے پیچھے خدا تعالیٰ کی جو طاقت کام کر رہی تھی اُن کی دُنیوی نگاہیں اس طاقت کو نہیں دیکھ رہی تھیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے الہام سے جو باتیں بتائی ہیں یہی لوگ جو ہنسی اور ٹھٹھا کر رہے ہیں اور اسلام کی دُشمنی پر کمربستہ ہیں، خود تحقیق کریں گے اور جو مَیں نے باتیں بتائی ہیں اُن کے دلائل اکٹھے کریں گے۔ چنانچہ اس زمانہ میں ان لوگوں نے بیسیوں سینکڑوں دلائل اکٹھے کر دیئے اس بیان کی صداقت پر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق دیا تھا کہ وہ صلیب پر نہیں مرے۔ صلیب پر سے زندہ اُترے۔ زندہ رہے۔ بنی اسرائیل کی جو کھوئی ہوئی بھیڑیں تھیں یعنی جو مختلف قبائل اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے تھے اُن کو اکٹھا کرنے کے لئے وہ آئے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے

اب حالت یہ ہے کہ اسی مذاکرہ کے سلسلہ میں جو اگلے سال گرمیوں میں ہوگا کئی ایک عیسائی پادریوں نے تحقیق کی ہے اور کتابیں لکھی ہیں۔ ایک پادری کو لکھا کہ شامل ہو تو اُس نے کہا ہاں کوشش کروں گا کہ ضرور آؤں اور ساتھ یہ بھی لکھا کہ جب سے مَیں نے اپنی تحقیق کی کتاب شائع کی ہے کہ واقعی حضرت مسیحؑ صلیب پر نہیں مرے اور کشمیر گئے اور وہاں فوت ہوئے ہیں تو لوگوں نے مجھے احمدی کہنا شروع کر دیا ہے۔ وہ کوئی یورپین یا امریکن عیسائی ہے۔ غرض روحانی اور اخلاقی دُنیا میں ایک زبردست انقلاب آنا شروع ہوگیا ہے۔

مَیں بتا یہ رہا ہوں کہ غلبۂ اسلام کے لئے اور بنی نوع انسان کے دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتنے کی خاطر جو منصوبے ہیں جب تک ان منصوبوں میں یک جہتی نہ ہو اُس وقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی۔ پھر تو یہ ہوگا کہ کوئی منصوبہ دائیں طرف کھینچ رہا ہوگا اور کوئی بائیں طرف کھینچ رہا ہوگا اور نوعِ انسانی کو وہ فائدہ نہیں ہوگا جو خدا تعالیٰ کی بشارتوں اور اس کے احکام کے مطابق ہمارے مدِّنظر ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے شیطان خاموش تو نہیں بیٹھ سکتا وہ تو وسوسہ ڈالتا ہے۔ اس کا تو کام ہی یہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اِس کام کے لئے اسے اجازت دی ہے جس طرح اسلام کے حق میں

انقلابِ عظیم شدّت اختیار کر رہا ہے

اُسی طرح شیطان کے حملے میں بھی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ایک شدّت پیدا ہو رہی ہے اور شیطان کے حملے بنیادی طور پر دو قِسم کے ہوتے ہیں ایک جماعتِ مومنین میں اندرونی طور پر تفرقہ اور بد اعتقادات پیدا کرنے کی کوشش اور دوسرے مخالفینِ اسلام کو اُکسانا کہ شاباش آگے بڑھو تم ہی جیتو گے۔ اور جب شیطان ہار جاتا ہے تو آرام سے کہہ دیتا ہے مَیں تو تم سے دھوکا کر رہا تھا۔ جھوٹے وعدے دے رہا تھا۔ ہارنے کے بعد وہ یہ زبان استعمال کرتا ہے لیکن شکست سے پہلے وہ یہ کہہ رہا ہوتا ہے شاباش تم نے ہی جیتنا ہے تیز ہو جاؤ اسلام کے مٹانے کے دن آگئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مَیں کہتا ہوں اسلام کے مٹانے کے دن نہیں آئے۔ اسلام کے غلبہ کے دن آگئے ہیں، انشاء اللہ۔

مَیں آپ کو شیطانی وسوسے کی ایک مثال دیتا ہوں۔ قرآن کریم نے کہا ہے کہ گاہے گاہے سال میں ایک آدھ بار منافقین کو جو شیطان کا آلۂ کار بن جاتے ہیں جھنجوڑتے رہنا چاہیئے تا کہ وہ اپنے مقام کو پہچانیں اور حدیث شریف میں یہ جو آیا ہے کہ ہر صدی کے سر پہ ایسے لوگ ہوں گے جو

تجدیدِ دین کا کام

کریں گے اس کو لے کر اور باقی ہر چیز کو پسِ پُشت ڈال کر انہوں نے بعض لوگوں کے دماغوں میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے وہ ہیں تو گنتی کے چند ہی مگر اس وقت زیادہ تر کراچی کی جماعت میں تیزی دکھا رہے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ مَیں ایسے لوگوں سے جو وسوسہ ڈالتے اور جماعت کو کمزور کرنا چاہتے ہیں، وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ تم بھول میں ہو۔ خدا تعالیٰ کی یہ پیاری جماعت اور اس کے یہ پیارے نوجوان اور میرے پیارے بچے تمہاری دھوکا دہی میں کبھی نہیں آئیں گے۔ انشاء اللہ۔

اب مَیں مختصراً کچھ اس حدیث کے متعلق کہنا چاہتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ اس حدیث کے بارہ میں پہلوں نے کیا کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا فرمایا اور اس حدیث کا مقام کیا ہے۔ یہ حدیث جو صحاح ستّہ میں سے صرف ایک کتاب میں صرف ایک بار بیان ہوئی ہے، یہ ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ
مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔

کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پہ اِس اُمّت کے لئے "مَنْ" کھڑے کرے گا (مَنْ پر مَیں خاص زور دے رہا ہوں) یعنی اللہ تعالیٰ کئی لوگ ایسے پیدا کرے گا جو دین کی تجدید کریں گے اور اس کی رونق کو بڑھانے والے ہوں گے اور اگر بدعتیں بیچ میں داخل ہوگئی ہوں گی تو وہ ان کو نکالیں گے اور اسلام کا نہایت صاف اور خوبصورت چہرہ ایک بار پھر دُنیا کے سامنے پیش کریں گے۔

یہ حدیث ابوداؤد میں ہے۔ مستدرک میں ہے اور شاید ایک اَور کتاب میں بھی ہے۔ صرف تین کتابوں میں ہمیں یہ حدیث ڈھونڈنے سے ملی ہے۔ اس کے مقابلے میں ہمیں بتا دیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

مَیں مہدی اور مسیح ہوں

مسیح کے متعلق مَیں نے جو حوالہ پڑھ کر سُنایا ہے اس میں آپ نے فرمایا ہے کہ جس مسیح کے متعلق یہ خبر دی گئی تھی کہ وہ شیطان کے ساتھ آخری جنگ لڑے گا وہ مَیں ہی ہوں۔ مَیں ہی مسیح موعود ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ مسیح کے متعلق بشارتیں دی گئی ہیں جو کئی ہزار کتب میں پائی جاتی ہیں۔ کئی ہزار کتابوں میں یہ بشارت ہے کہ مسیح آئیں گے اور میرے خیال میں اسی طرح ہزاروں کتابوں میں ہے کہ مہدی آئیں گے۔ ان کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح کی یہ علامتیں ہوں گی۔ مہدی کی یہ علامتیں ہوں گی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے پیار سے فرمایا ہے کہ

اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا

ہمارے مہدی کے لئے خدا تعالیٰ نے اس کی صداقت کے دو نشان ایسے مقدر کئے ہیں جو ابتدائے دُنیا سے آج تک کسی کی صداقت کے لئے مقرر نہیں کئے۔ اس فقرے میں بڑا پیار ہے اور اس میں مہدی کی نمایاں اور ارفع حیثیت بتائی گئی ہے

غرض حدیث کی رُو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "مہدی مسیح" سے جو پیار ہے اسے دیکھ کر آدمی حیران ہو جاتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مہدی کا یہ کام ہوگا کہ اسلام کو تمام بدعات سے پاک کر کے اس کا جو چمکدار چہرہ ہے اور روحانی حُسن سے بھری ہوئی جو اصلی شکل ہے اسے دُنیا کے سامنے پیش کرے گا لیکن دُنیا کو اسلام کے غبار آلود چہرہ کو دیکھنے کی اتنی عادت پڑ چکی ہوگی کہ وہ کہیں گے کہ تم کوئی نیا دین لے آئے ہو۔ ہم تو اسلام اسے نہیں سمجھتے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی دینِ اسلام کو بدعات سے پاک کر کے پیش کرے گا اور لوگ یہ کہیں گے کہ تم نے اپنا نیا دین بنا لیا ہے۔ مہدی اور مسیح کے متعلق سینکڑوں ایسی احادیث ہیں جو پچھلے دو چار سال میں ہمارے سامنے آئی ہیں۔ جب نئی کتابیں چھپ کر ہمارے سامنے آئیں تو وہ احادیث بھی سامنے آگئیں خصوصاً وہ کتابیں جو ایران سے بڑی خوبصورت چھپی ہوئی آئی ہیں۔ انہوں نے بڑی محنت سے ان روایات کو اکٹھا کیا ہے اور سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔

جیسا کہ مَیں پہلے بتا چکا ہوں ہر صدی پہ مجدّد آنے کی جو حدیث ہے وہ حدیث کی صرف دو تین کتابوں میں ہے مگر کسی حدیث کی کتاب میں مجھے کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جس میں یہ کہا گیا ہو کہ مجدّد کی علامت یہ ہے یا اس کے لئے یہ نشان ظاہر کیا جائے گا۔ کسی ایک جگہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں فرمایا اور نہ قرآن کریم میں اس کا ذکر آیا ہے۔ مَیں نے جب اس حدیث پر غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اِس حدیث میں یہ ہے ہی نہیں کہ

ہر صدی کے سر پر مجدّد

آئے گا۔ اس حدیث میں تو یہ ہے کہ ہر صدی کے سر پر "مَنْ" آئے گا یعنی ایسے نائب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آئیں گے جو تجدیدِ دین کا کام کریں گے۔ مَنْ کے معنے عربی لُغت کے لحاظ سے ایک کے بھی ہیں، دو کے بھی ہیں اور کثرت کے بھی ہیں پس اگر کثرت کے معنے لئے جائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ ہر صدی کے سر پر کثرت سے ایسے لوگ موجود ہوں گے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء و اخیار و ابرار) جو دینِ اسلام کی خدمت میں لگے ہوں گے۔ اس میں کسی ایک شخص و احد کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

لسان العرب عربی لُغت کی ایک مشہور کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ مَنْ کا لفظ

تَکُوْنُ لِلْوَاحِدِ وَالْاِثْنَیْنِ وَالْجَمْعِ

کہ یہ لفظ واحد کے لئے بھی، دو کے لئے بھی اور جمع کے لئے بھی بولا جاتا ہے اور قرآن کریم کی لُغت "مفرداتِ امام راغبؒ" میں ہے کہ

یعبر بہ من الواحد والجمع والمذکر والمؤنث

کہ اس سے واحد بھی مراد لی جاتی ہے اور جمع بھی مراد لی جاتی ہے۔ مذکّر بھی مراد لیا جاتا ہے اور مؤنث بھی مراد لی جاتی ہے۔ ان معنوں کے لحاظ سے حدیث کا یہ مطلب ہوگا کہ ہر صدی کے سر پہ ایسے مرد بھی ہوں گے نیز خدا تعالیٰ کی درگاہ میں پہنچی ہوئی ایسی مستورات بھی ہوں گی۔ یعنی مرد بھی

خدمتِ دین میں لگے ہوئے

ہوں گے اور مستورات بھی۔

جب ہم قرآنِ عظیم کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ "مَنْ" کا لفظ واحد بھی استعمال ہوا ہے اور جمع میں بھی استعمال ہوا ہے۔ سورہ بقرہ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ
عِنْدَ رَبِّهٖ۔

کہ جو شخص بھی اپنی توجہ اور اپنے سارے وجود کو خدا تعالیٰ کی طرف جھکا دے اور جو شرائطِ عبادات ہیں اُن کو پوری طرح بجا لائے تو فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ تو ایسے ہر شخص کے لئے خدا کے نزدیک اجر ہے۔ اور پھر فرمایا وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اور یہاں مَنْ کے متعلق جمع کا صیغہ آگیا کہ یہ لوگ نہ خوفزدہ ہوتے ہیں کسی چیز سے اور نہ حزن کرتے ہیں۔ سورہ یونس میں فرمایا

وَمِنْهُمْ مَنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ

يَسْتَمِعُوْنَ عربی زبان میں جمع کا صیغہ ہے۔ اس جگہ مَنْ کے معنے بہت سے ایسے لوگوں کے ہیں جو بظاہر تیری طرف کان لگاتے ہیں اور سنتے ہیں لیکن وہ سُن نہیں رہے ہوتے۔ اور پھر سورۃ تغابن میں ہے

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ
وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا۔

کہ جو کوئی بھی اللہ پر ایمان لائے گا عملِ صالح کرے گا اللہ تعالیٰ کے فضل اس پر نازل ہوں گے اور جنّات میں ان کو داخل کیا جائے گا۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا

اور وہ سارے کے سارے ان جنّتوں میں رہنے والے ہوں گے۔ مَنْ کا مفہوم خٰلِدِيْنَ میں بیان کر دیا۔

جب ہم پہلے بزرگ محققین اور اولیاء اللہ کے اقوال کو دیکھتے ہیں تو نظر آتا ہے کہ انہوں نے بھی مَنْ کے وہی معنے کئے ہیں جو میں اُوپر بتا چکا ہوں۔ مَنْ يُّجَدِّدُ کے متعلق امام المناوی فرماتے ہیں کہ اس میں مَنْ سے مُراد ایک یا ایک سے زیادہ آدمی ہو سکتے ہیں۔ علامہ ابنِ کثیرؒ کہتے ہیں کہ ہر ایک قوم کا دعویٰ ہے کہ اس حدیث سے اس کا امام ہی مراد ہے لیکن ظاہر بات یہی ہے کہ اس کو ہر ایک گروہ کے علماء پر چسپاں کیا جانا چاہیئے۔ اور علقمی کہتے ہیں کہ تجدید سے مراد یہ ہے کہ اسلام کی جن باتوں پر عمل مٹ گیا ہے ان کو وہ از سرِ نو زندہ کرے اور وہ کہتے ہیں کہ خوب یاد رکھو مجدد دعویٰ کوئی نہیں کرتا بلکہ اس کا علم لوگوں کو بعض قرائن اور حالات اور اُن خدمات سے ہوتا ہے جو وہ اسلام کی کرتا ہے۔ شیخ محمد طاہر گجراتی (۱۵۰۹-۱۵۷۸) جو سولھویں صدی میں ایک بہت بڑے عالم گزرے ہیں انہوں نے اِس حدیث پر یہ نوٹ دیا ہے کہ اس کے مفہوم کے متعلق اتفاق ہی نہیں۔ علماء نے اختلاف کیا ہے یعنی اِس بات میں اختلاف کیا ہے کہ کون مجدد تھا کس صدی کا اور کون نہیں تھا اور ان میں سے ہر ایک فرقہ نے اسے اپنے امام پر چسپاں کیا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اسے

عام مفہوم پر محمول کیا جائے

ور فقہاء سے مخصوص نہ کیا جائے کیونکہ یقیناً مسلمانوں کو اولوالامر یعنی جو بادشاہ ہیں اور جو محدّث ہیں اور جو قُرّاء ہیں اور جو واعظ ہیں اور جو زاہد ہیں ان سب سے بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے اِس لئے وہ سارے مجدد ہیں اور حدیث سے مراد یہ ہے کہ ہر صدی جب گزرے گی تو یہ لوگ زندہ ہوں گے یہ نہیں کہ کوئی صدی ان کا نام و نشان مٹا ڈالے اور حدیث میں اس کے متعلق اشارہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ جو لوگ ہر صدی کے سر پر تجدید کا کام کریں گے وہ بڑے بڑے بزرگوں کی ایک جماعت ہوگی

پہلی صدی میں حضرت عمرؓ بن عبد العزیز اور فقہاء اور محدثین اور ان کے علاوہ دوسرے طبقات میں سے بھی بے شمار بزرگ تجدیدِ دین کرنے والے ہیں وَغَيْرُهُمْ مَالَا يُحْصٰى یعنی جن کو گِنا نہیں جا سکتا اتنے مجدد صدی کے سر پر عمرؓ بن عبد العزیز کے ساتھ انہوں نے جمع کر دیئے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے جتنے ان کو یاد تھے ہر صدی کے سر پر ایک سے زیادہ علماء اُن کا ذکر کر دیا ہے۔ ایک اور کتاب ہے "درجات مرقاۃ الصعود الیٰ سنن ابی داوٗد" اس میں ابوداؤد کی مذکورہ حدیث کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ انسب یہ ہے کہ حدیث کو عام مفہوم پر چسپاں کیا جائے۔ پس اس سے لازم آتا ہے کہ جو صدی کے سر پر مبعوث ہو وہ ایک فرد نہ ہو بلکہ ہو سکتا ہے ایک یا ایک سے زائد ہوں کیونکہ گو اُمّتِ اسلام کو فقہاء سے جو فائدہ پہنچتا ہے وہ بھی عام ہے لیکن اسے جو فائدہ ان کے علاوہ اولی الامر اور محدثین اور قُرّاء اور واعظوں اور زُہّاد کے مختلف درجات سے پہنچتا ہے وہ بھی بہت زیادہ ہے کیونکہ ہر فن اور علم کا ایک فائدہ ہے جو دوسرے سے حاصل نہیں ہوتا۔ دراصل حفاظتِ دین میں

قانونِ سیاست کی حفاظت اور ادب

کا پھیلانا بہت اہم ہے کیونکہ اسی سے انسان کے خوف کی حفاظت ہوتی ہے اور قانونِ شرعی قائم ہوتا ہے اور یہ کام حکّام کا ہے۔ پس جو قانونِ شریعت نافذ کرنے والے حکّام ہیں شیخ محمد طاہر گجراتی کے نزدیک وہ اسی طرح مجدد ہیں جیسے ایک فقیہہ مجدد ہوتا ہے یا جیسے صوفی بزرگ اور دعاگو لوگ مجدد ہیں۔

پس زیادہ بہتر اور مناسب یہی ہے کہ مانا جائے کہ اس حدیث میں ہر صدی کے سر پر ایسے بڑے بزرگوں کی ایک جماعت موجود ہونے کی طرف اشارہ ہے جو لوگوں کے لئے دین کو تازہ کریں گے اور تمام دُنیا میں اس کی حفاظت کریں گے۔ علماء کے ایک گروہ نے یہ لکھا ہے کہ یہ ذمہ داری تو ساری اُمّت کی تھی یعنی اُمّتِ مسلمہ کے ہر فرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دینِ اسلام کی تجدید کرے جس طرح ہم آپ کو کہتے ہیں کہ آپ دین سیکھیں اور اس کو ساری دُنیا میں پھیلائیں لیکن چونکہ سارے نہیں کرتے اِس لئے ہر صدی میں ایک جماعت پیدا ہو جاتی ہے جو

فرضِ کفایہ کے طور پر

یہ کام کرتی ہے۔ کیونکہ وہ جماعت کام کرتی ہے اِس لئے جو نہیں کام کرتا اللہ تعالیٰ اُن کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور اگر یہ بھی کام نہ کریں تو ان کے گناہ بھی معاف نہیں ہوں گے۔

پس حدیث شریف میں کسی ایک کے آنے کا ذکر نہیں نہ لغوی معنوں کے لحاظ سے اور نہ جو پہلے علماء تھے جن کے چند حوالے میں نے پڑھے ہیں اُن کے اقوال کے مطابق اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اس کی تفسیر کی ہے اس کے مطابق۔ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے مسیح ہونے کے متعلق اتنی کثرت سے احادیث پائی جاتی ہیں کہ اُن کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچتی ہے۔ پھر میں نے یہ بھی بتایا ہے کہ حضرت مسیح اور مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق نشانات بتائے گئے ہیں مثلاً قرآن کریم میں ہے کہ مسیح کے زمانہ میں کتابیں شائع کرنے کے لئے پریس نکلیں گے۔ کتابوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا سامان پیدا ہو جائے گا۔ جماعت احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے کسی مبلّغ کو افریقہ بھیجنا ناممکنات میں سے نہیں ہوگا بلکہ ذرائع آمد و رفت اتنے ترقی کر چکے ہوں گے کہ جہاں انسان سالوں میں نہیں پہنچ سکتا تھا وہاں گھنٹوں میں پہنچ جائے گا۔ یہاں سے انگلستان کی ساری اُڑان بمشکل نو دس گھنٹے کی ہے۔ اسی طرح ہمارے مبلّغ جو افریقہ جاتے ہیں ہوائی جہازوں کے ذریعہ اُن کے اصل اُڑنے کا وقت ۱۰-۱۱ گھنٹے ہے۔ بیچ میں ہوائی جہاز ٹھہر جاتا ہے اور کچھ زیادہ وقت لے لیتا ہے۔ اب ایک ہفتے میں لوگ قریباً تین دفعہ ساری دنیا کا چکر لگا لیتے ہیں۔ ہمارے مسلمان سیّاح کو علم کے حصول کے لئے آدھی دنیا میں جانا ہوتا تھا تو وہ ساری عمر کے لئے گھر والوں کو الوداع کہہ کر نکلتا تھا لیکن اب ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک ملک سے دوسرے ملک جانے کے لئے ہوائی جہازوں کی سہولتیں میسر ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں

ایک بنیادی اصول

بتایا ہے اور وہ یہ کہ حدیث یعنی وہ ارشاد جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلا اور پھر بعد روایۃً محفوظ کیا گیا۔ وہ ذرّہ بھر بھی نہ قرآن پر کوئی چیز زائد کرتا ہے اور نہ کم کرتا ہے۔ اس اصول کو تم اچھی طرح سے سمجھ لو اور ذہن میں رکھو اب ہم قرآن کریم کو دیکھتے ہیں تو اس کے شروع سے آخر تک گویا سارے قرآن میں تجدیدِ دین یا مجدّد کا کوئی لفظ نہیں ملتا تب ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو دوسری بات بتائی اس کے مطابق غور کرنا پڑے گا۔ آپ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی فرمایا ہے وہ قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہے۔ پھر آپ نے یہ فرمایا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا

ارفع اور بلند مقام

تھا۔ خدا تعالیٰ سے آپ علم سیکھتے تھے۔ یہ تو ہم مانتے ہیں کہ آپ قرآن کریم کی کسی آیت کی اتنی دقیق تفسیر کر جائیں کہ عام آدمی کے دماغ کو اس کے ماخذ کا پتہ نہ لگے اور سمجھ میں نہ آئے کہ یہ کس آیت کی تفسیر ہے۔ آپ نے فرمایا کسی کو سمجھ آئے یا نہ آئے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر نہ ہو۔ اگر تجدید دین والی یہ حدیث درست ہے (اور ہے یہ درست) تو یہ قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہونی چاہیئے اور اگر یہ قرآن کریم کی کسی آیت کی بھی تفسیر نہیں (میں سمجھتا ہوں یہ کہنا غلط ہو گا یہ ضرور کسی آیت کی تفسیر ہے) تو پھر اس کو ہم یہ کہیں گے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ کسی راوی نے کہیں سے غلط بات اُٹھا لی اور آگے بیان کر دی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا ہے کہ یہ جس آیت کی تفسیر ہے وہ آیتِ استخلاف ہے جس کی ابھی قاری صاحب نے تلاوت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ
لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ٥ (النور آیت ۵۶)

اس آیت کو آیتِ استخلاف کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے خلیفہ اور مجدّد لفظ اکٹھا استعمال کیا ہے ہمیں یہ بتانے کے لئے کہ جہاں ہم مجدّد بولتے ہیں وہاں اس سے مراد خلیفہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ حدیث قرآن کریم کے مفہوم سے مطابقت نہیں رکھتی تو ہمیں یہ حدیث چھوڑنی پڑے گی۔

اب میں آیتِ استخلاف کو لیتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیتِ استخلاف کے جو معنے کئے ہیں اس سے پہلے جو بات میں بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد

اب ہر خیر کے آزادانہ حصول کے ذرائع بند ہو گئے یعنی کوئی شخص بھی اپنے طور پر آزادانہ خدا تعالیٰ سے کوئی خیر حاصل نہیں کر سکتا یعنی یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی شخص کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ ہو اور اُسے خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی بشارت مل جائے کوئی روحانی مقام مل جائے یا کوئی رتبہ مل جائے۔ آپ نے فرمایا جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اُسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کی ضرورت نہیں اور وہ آپؐ کے روحانی افاضہ کے بغیر کوئی مقام حاصل کر سکتا ہے خواہ وہ کتنا چھوٹا مقام کیوں نہ ہو تو وہ ذریّتِ شیطان ہے پس جب یہ حقیقت ہمارے سامنے آئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد (اصل میں تو پہلے بھی یہی تھا لیکن وہ ذرا دقیق مسئلہ ہے اور ہمیں اس کے بیان کرنے کی اس وقت ضرورت نہیں۔ بہرحال) اگر ہمیں ہر خیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے

افاضۂ روحانیہ کے نتیجہ میں

ملتی ہے تو جس حد تک ہمیں یہ خیر ملے اور اس سے ہم دوسروں کو فائدہ پہنچائیں تو یہ گویا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں ہم فائدہ پہنچا رہے ہوں گے یعنی جو دوسروں کو ہم سے فائدہ پہنچ رہا ہے یا ہم اسے جو فائدہ پہنچا رہے ہیں وہ دراصل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں ہم پہنچا رہے ہیں اور اسی نائب کو خلیفہ کہتے ہیں۔ یہ عام معنے ہیں اور اس معنی میں اُمّتِ محمدیہ میں ہر وہ شخص جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کے ذریعہ کوئی خیر حاصل کی یا کوئی فائدہ حاصل کیا اور اسے لوگوں تک پہنچایا وہ اپنے محدود دائرے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اور نائب ہے اور ساری اُمّتِ محمدیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کر رہی ہے سوائے منافقوں کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ہمارے ساتھ لگے ہوئے ہیں یا اُن لوگوں کے جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

کہ ان کے دل بیمار ہیں یا ان لوگوں کے جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ہم تو ان کو بلندیوں کی طرف لے جانا چاہتے تھے لیکن

اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ

وہ زمین کی طرف جھک گئے۔

اس فیض کی

دو حد بندیاں

ہیں۔ ایک تو انسان کی اپنی استطاعت ہے یعنی خدا تعالیٰ نے کسی کو جتنی طاقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کرنے کی دی ہے اس طاقت کے مطابق ہی وہ فیوض حاصل کر سکتا ہے۔ مثلاً کسی کو صدیق بننے کی طاقت دی وہ صدیق بن سکتا ہے۔ کسی کو شہید بننے کی طاقت دی وہ شہید بن سکتا ہے کسی کو صالح بننے کی طاقت دی وہ صالح بن سکتا ہے۔ جس آدمی کو صرف صالح بننے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طاقت دی گئی ہے وہ صالح کی بجائے شہید نہیں بن سکتا جس کو صرف شہید بننے کی طاقت دی گئی ہے وہ صدیق نہیں بن سکتا۔ ہر شخص اپنی خداداد استعداد اور صلاحیت کے مطابق دنیا میں بھی ترقی کرتا ہے اور روحانیت میں بھی ترقی کرتا ہے۔ یہ ایک واضح مسئلہ ہے۔ تاہم یہ جو صلاحیتیں اور قوتیں ہیں ان میں بڑا فرق ہے اور یہ فرق کیوں ہے؟ یہ ایک علیحدہ سوال ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر بھی بڑی سیر حاصل بحث کی ہے لیکن اس مضمون سے میری تقریر کا تعلق نہیں۔ پس ایک یہ حد بندی ہے کہ ہر شخص کا جو دائرۂ استعداد ہے اس دائرے سے وہ باہر قدم نہیں رکھ سکتا۔ یہ ناممکنات میں سے ہے۔ دوسرے یہ کہ

انسانی ترقیات کے لئے

جو دائرۂ استعداد ہے اس کے اندر اس کو مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایک شخص کو صدیق بننے کی طاقتیں خدا نے دی تھیں اپنے فضل اور رحمت کے ساتھ لیکن اس نے دین کی طرف کوئی توجہ نہیں کی اور بجائے صدیق بننے کے وہ چور بن گیا تو اس نے تو کچھ بھی نہ حاصل کیا۔ لیکن اگر وہ صدیق نہیں بنا، شہید بھی نہیں بنا، صالح بن گیا تو دائرۂ استعداد اس کا ایسا تھا کہ وہ صدیق بن سکتا تھا لیکن اسکی اپنی تدبیر اور مجاہدہ اس کے مطابق نہیں تھا اس کی اپنی کوشش، اس کی اپنی لگن، اس کے دل میں یہ جلن کہ اے خدا جتنا میری جھولی میں آسکتا ہے وہ مجھے دیدے۔

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ

ہر خیر جو تو مجھے دے سکتا ہے دے دے۔ خدا تعالیٰ کو تو پتہ ہے کہ کس قسم کی استعداد میں نے دی ہے۔

پس یہ دو حدود ہیں جن کے اندر رہتے ہوئے انسان ترقی کر سکتا ہے۔ وہ اپنے دائرہ سے باہر نہیں نکل سکتا۔ دائرۂ استعداد کے اندر اپنے ایثار، اپنے اخلاص، خدا تعالیٰ سے اپنی محبت اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے عشق کے مطابق اس کی صلاحیت اور قوت کا جو دائرہ ہے وہ اس کی انتہاء کو پہنچ سکتا ہے اور جو شخص بھی اس کوشش اور مجاہدہ میں دعاؤں کے ذریعہ سے اور خدا تعالیٰ کے حضور جھک کر اور

عاجزانہ اور متضرعانہ دعائیں

کر کے خدا تعالیٰ سے خیر مانگتا ہے اور پھر اس کو کچھ ملتا ہے تو یہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کے طفیل ملتا ہے اور اس حد تک وہ آپ کا خلیفہ اور نائب ہے کیونکہ آگے پھر اس سے لوگوں کو فیض ملتا ہے۔ کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو وہ عظیم ہستی ہیں جن کے متعلق یہ کہا گیا ہے

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ

کہ تیرا کوئی دشمن ہی نہیں۔ جو لوگ تیرے بدترین دشمن ہیں ان کے لئے بھی تیری یہ حالت ہے کہ تو اپنی جان دینے کے لئے تیار ہے کہ کسی طرح وہ ایمان لے آئیں اور خدا تعالیٰ کے قہر اور اس کے غضب سے محفوظ ہو جائیں۔ اس لئے جو شخص محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ سے کچھ حاصل کرتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ صرف اپنی جگہ کھڑا رہے اور اس خیر کو جو اسے حاصل ہوئی ہے اپنے تک محدود رکھے بلکہ وہ اسے آگے پہنچاتا ہے اور اس میں دوسروں کو بھی اپنے ساتھ حصہ دار بناتا ہے۔ اور افاضۂ خیر کے لئے ہوا کہ اس نے ایک حد تک ایک دائرہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوۂ حسنہ بنایا۔ وہ اسے اپنے پاس کیسے رکھ سکتا ہے۔

جنگِ خندق کے موقع پر کھانے کی بڑی کمی ہو گئی تھی اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ بھوک سے بے حال ہو گئے تھے۔ بزرگوں کا یہ تجربہ ہے کہ اگر بھوک کی تکلیف ہو یعنی پیٹ میں کچھ نہ ہو پیٹ خالی ہو تو اس سے جو پیٹ کو تکلیف ہوتی ہے اس کو دور کرنے کی ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ پیٹ پر پتھر رکھ کر اس کو کسی کپڑے سے باندھ لیں۔ کپڑے سے بندھا ہوا وہ پتھر معدے کو دبا دے گا تو

بھوک کا احساس

زیادہ شدت سے نہیں رہے گا۔ غرض بھوک کی جب یہ حالت تھی تو ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ اب تو حد ہو گئی۔ ہماری تکلیف انتہاء کو پہنچ گئی۔ کھانا ملتا نہیں۔ کفار کی فوج نے ہمارا گھیراؤ کیا ہوا ہے۔ ہمارے کھانے پینے کی چیزیں باہر سے آتی تھیں ان کے رستے بند ہو گئے ہیں۔ وہ اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا کر کہنے لگا یہ دیکھیں! یہ حال ہو گیا ہے!! اب ہمیں پتھر باندھنے پڑ گئے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر یہ بھی دیکھو۔ آپ نے اپنے پیٹ پر سے کپڑا اٹھایا تو اس کے ایک پتھر کے مقابلے میں آپ نے اپنے پیٹ پر دو پتھر باندھے ہوئے تھے۔ اس حالت میں ایک صحابیؓ جن کے پاس گھر میں تھوڑا سا آٹا تھا اور ایک بکروٹا تھا انہوں نے بکروٹا ذبح کیا اور صاف کرنے کے بعد بیوی سے کہا تم

کھانا تیار کرو

میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے کان میں جا کر کہتا ہوں کہ میں نے آپ کی دعوت کی ہے کھانا تیار ہے آکر کھا لیں۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کو یہ پتہ تھا کہ دس پندرہ آدمیوں سے زیادہ یہ کھانا پورا نہیں ہو سکتا۔ وہ آہستہ سے کہنے لگا یا رسول اللہ ہمارے گھر میں کچھ کھانا تیار ہے حضور آکر کھانا کھا لیں۔ اُسے پتہ تھا کہ کئی دنوں کے فاقے ہیں۔ جب آپ نے یہ سنا تو آپ کا اسوۂ حسنہ دیکھیں کہ آپ نے یہ اعلان کر دیا کہ اے لوگو! فلاں شخص نے ہماری دعوت کی ہے چلو چل کر کھانا کھا لیں۔ اس حالت میں جب پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے ہیں آپ اکیلے نہیں جاتے بلکہ باقی لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ جس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے کچھ حاصل کیا ہے اس کے متعلق یہ سمجھ لیں کہ وہ اپنے تک اسے محدود نہیں رکھ سکتا۔ اس نے بہرحال اپنے ساتھ اوروں کو بھی حصہ دار بنانا ہے۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا تو بہت سارے لوگ جو جا سکتے تھے وہ تیار ہو گئے۔ آپ نے اس صحابیؓ سے کہا واپس اپنے گھر جاؤ اور بیوی سے کہو جب تک میں نہ آؤں اس وقت تک سالن برتنوں میں نہ ڈالے بس پتیلے کے اندر رکھے اور روٹیاں پکانا بھی شروع نہ کرے۔ وہ دوڑا دوڑا گھر گیا اور بیوی سے کہا۔ دیکھنا سالن کو ہاتھ نہ لگانا اور آٹا بھی اسی طرح رہنے دو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ وہ اپنے دل میں کہنے لگا پتہ نہیں کیا حال ہو گا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب میں اعلان کر دیا کہ آجاؤ کھانا کھا لو۔ خیر آپ تشریف لائے اور آپ نے سالن پر بھی اور آٹے پر بھی دعا کی اور پھر اپنے ہاتھ سے تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ سالن بھی کافی ہو گیا اور روٹیاں بھی کافی ہو گئیں۔ ویسے یہ کھانا کافی نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ خدا تعالےٰ کی شان ہے اور خدا تعالیٰ نے ایک نشان دکھایا۔

پس میں بتا یہ رہا ہوں کہ جس شخص نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کیا وہ اس کو ایک کنجوس آدمی کی طرح اپنے تک محدود کیسے رکھ سکتا ہے۔ جو آدمی اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عظیم سخی کی سخاوت سے سیراب ہوا ہو جس کی سخاوت کا انسان تصوّر بھی نہیں کر سکتا (صلے اللہ علیہ وسلم) اور اسی کے اُسوۂ حسنہ پر چل کر اُس نے کچھ حاصل کیا ہو۔ وہ تو اس فیض کو آگے بانٹے گا جب وہ بانٹے گا تو نائب کے طور پر بانٹے گا وہ اپنی طرف سے تو نہیں بانٹے گا اور اس حد تک وہ خلیفہ بن گیا۔ تو گویا

خلفاء کی لاکھوں کی فوج

ہے جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کر کے آگے پہنچاتے ہیں۔

آیتِ استخلاف میں دوسرا وعدہ یہ ہے کہ جو بزرگ ہیں وہ بھی جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے گنتی کے تو نہیں۔ مثلاً کہا گیا ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحؒ کے ساتھ اتنے بزرگ اولیاء اللہ تھے کہ جن کا کوئی شمار نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمّت میں اُن کے دین کی تجدید کے لئے ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی ہوتے تھے۔ اُمّتِ محمدیہ تو بڑی وسعتوں والی اُمّت ہے اور یہ تو ساری دُنیا میں پھیلنے والی ہے اس میں تو سینکڑوں کے مقابلے میں ہزاروں ہوں گے مگر یہ خلفاء ہیں "خلفاء کے سلسلہ" میں آپ نے فرمایا کہ جس طرح

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

میں "کما" مشابہت کے لئے آیا ہے یعنی جس طرح اُمّتِ موسویہ میں ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی ہوتے تھے اسی طرح اُمّتِ محمدیہ میں چار چار سو سے کہیں زیادہ خلفائے محمدؐ ہوں گے جو دین کی خدمت کرنے والے ہوں گے اور چونکہ انہوں نے تجدید کرنی ہے اِس لئے وہ مجدّد بھی ہیں اِس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ ہر نبی مجدّد ہے لیکن ہر مجدّد نبی نہیں۔ تھوڑی سی تجدید دین کرنے کے لحاظ سے اُمّت کی اکثریت بطور خلیفۂ محمد صلے اللہ علیہ وسلم مجدّد بھی ہے وہ تجدید دین کرتے ہیں لیکن نبی تو نہیں بن گئے۔

اس وقت تک جماعتِ احمدیہ میں

تیسرے خلیفہ کا زمانہ

گزر رہا ہے۔ چنانچہ مجھ سے پہلے ہر دو خلفاء کا اور میرا بھی اِس بات پر اتفاق ہے کہ ہر خلیفہ مجدّد بھی ہوتا ہے لیکن ہر مجدّد خلیفہ نہیں ہوتا کیونکہ خلافت ایک بہت اونچا مقام ہے ایسے مجدّد ہیں جو خلیفہ نہیں یعنی اس معنیٰ میں جس کو ہم خلافتِ راشدہ کہتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے خلفاء ہوں گے پھر بادشاہت شروع ہو جائے گی اور پھر آخری زمانے میں منہاجِ نبوّت پر خلفاء کا زمانہ آجائے گا اور یہ کہہ کر آپؐ خاموش ہو گئے[1] جس کا مطلب یہ ہے کہ پھر اس کا سلسلہ قیامت تک چلے گا۔ یہی مطلب ہم لیتے ہیں کیونکہ یہی مطلب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیا ہے۔ ایک لحاظ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کرنے والا ہر شخص آیتِ استخلاف کے ماتحت آپؐ کا نائب ہے اور اسی کو ہم خلیفہ کہتے ہیں اور ایک دوسرے لحاظ سے

انبیائے بنی اسرائیل کے مقابلے میں

انعاماتِ نبوّت حاصل کرنے والے اس سے زیادہ تعداد میں جتنے اُمّتِ موسویہ میں تھے اُمّتِ محمدیہ میں وہ خلفاء ہیں۔ یہ ایک دوسرا سلسلہ خلافت کا ہے اور ایک تیسرا سلسلہ خلافت کا ہے اور یہ تیسرا سلسلہ خلافت کا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِس سلسلۂ خلافت میں اللہ تعالیٰ نے

اِس آیت میں گِن کر اور شمار کر کے ہمیں بتایا ہے کہ وہ تیرہ خلیفے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد تیرہ اُمّتِ موسویہ یعنی بنی اسرائیل میں اور تیرہ ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُمّتِ محمدیہ میں ہوئے اور ان تیرہ میں سے تیرھواں اور آخری مَیں ہوں۔ اور یہ خلافت کا ایک علیحدہ سلسلہ ہے۔ آپ نے فرمایا مَیں مجدّد الف آخر ہوں۔ مَیں امام آخر الزمان ہوں۔ مَیں آخری ہزار سال کا آدم ہوں مختلف الفاظ استعمال کر کے آپ نے اپنے مقام کو ظاہر کیا۔

پس یہ جو سلسلۂ خلافت ہے اس میں تیرہ خلیفے ہیں چودھواں کوئی نہیں۔ اس کی گنجائش ہی کوئی نہیں۔ ہاں بنی اسرائیل کے انبیاء کے مقابلے میں ہزاروں کی تعداد میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء آتے رہیں گے۔ ان کو انعاماتِ نبوّت ملیں گے مقامِ نبوّت ان کو نہیں ملے گا۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے آج اسلام کی جو جنگ لڑی جا رہی ہے اس میں

اِتّحاد اور یک جہتی کی ضرورت

ہے اِس لئے جماعت کے اندر ایک ایسا اتّحاد ہونا چاہیئے جس میں انتشار کا شائبہ تک نہ ہو اور جو شیطانی تدبیریں اور منصوبے ہیں ان کے خلاف ایسا منصوبہ اور تدبیر کی جائے جس میں پوری یک جہتی ہو۔ یہ نہ ہو کہ کچھ اِدھر سے دباؤ پڑ رہا ہو اور کچھ اُدھر سے دباؤ پڑ رہا ہو۔ اس یک جہتی اور اِس اتّحاد کو قائم کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا کہ تیرے بعد مَیں ایک ایسا سلسلۂ خلافت قائم کر رہا ہوں جو قیامت تک قائم رہے گا (مَیں آپ کا کوئی اقتباس نہیں پڑھ رہا۔ کم و بیش اپنے الفاظ میں بتا رہا ہوں اِس لئے ہو سکتا ہے کہ الفاظ میں کچھ فرق پڑ جائے) آپ نے فرمایا مَیں خدا تعالیٰ کی مجسّم قدرت ہوں۔ خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر اپنی زبردست قدرت کا مظاہرہ کیا ہے اور میرے بعد خدا تعالیٰ بعض اَور وجودوں کے ہاتھ پر اپنی زبردست قدرت ظاہر کریگا۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی شان ہے کہ اسلام کو غالب کرنے کے لئے اس نے ایک نظام قائم کر دیا ہے۔ فرمایا

ایک زبردست قدرت

جو میرے بعد تمہیں ملنے والی ہے یہ بالا تصال یعنی کسی وقفے کے بغیر قیامت تک تمہارے ساتھ رہے گی۔ پھر آپ نے ایک دوسری جگہ فرمایا جب قیامت کا زمانہ آئے گا تو وہ نسلِ آدم پر قیامت ہے۔ ہمارے آدم کی نسل تباہ ہو جائے گی۔

مَیں مختصراً بتا دیتا ہوں آپ سُن لیں اور یاد رکھیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اِس معمورہ دُنیا میں یعنی یہ جو ہماری زمین ہے اِس میں ایک آدم پیدا نہیں ہوا بلکہ بیسیوں سینکڑوں بلکہ ہزاروں آدم ہمارے آدم سے پہلے پیدا ہو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ قانون نافذ ہے کہ ہر آدم کا دَور سات ہزار برس کا ہوتا ہے یعنی ہر آدم کے آنے کے سات ہزار سال بعد اس کی نسل پر قیامت آجاتی ہے اور اگر خدا چاہے تو ایک اَور آدم پیدا کر دیتا ہے۔ اب ہمارے اِس آدم کی نسل کی جو عمر ہے اس کے ساتویں ہزار میں داخل ہو گئے ہیں اور یہ آخری ہزار سال خدا اور اس کے مسیح کا ہے۔ اور یہ ہزار سال صلاحیّت کا اور نیکی کا اور تقویٰ کا ہے یعنی اسلام سب ادیان پر غالب آجائے گا۔ پھر اسلام کا دَور شروع ہو جائے گا۔ اس کے بعد کسی مسیح کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ پھر نبی پیدا کرنے کی خدا تعالیٰ کی جو طاقت ہے کیا وہ ختم ہو جائے گی؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ کہتے ہیں ہمارے آدم کی نسل میں ایک لاکھ

---

[1] مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر ص ۴۶۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو بیس ہزار یا بعض کہتے ہیں

ایک لاکھ بیس ہزار نبی

پیدا ہوئے۔ اگر اس آدم کی نسل پر قیامت بپا ہوئی اور ایک اور آدم پیدا ہو گیا تو ایک لاکھ چوبیس ہزار اور نبی پیدا ہو جائے گا۔ پس خدا تعالیٰ کی یہ طاقت ہے کہ وہ نبی پیدا کرتا ہے۔ اس کی یہ طاقت بند تو نہیں ہوئی۔ صرف اس نبوت کے مخاطب ابنائے آدم جو ہمارا آدم ہے، وہ نہیں ہوں گے بلکہ ابنائے آدم آخر جو بعد میں آنے والا آدم ہے اس کے ہوں گے۔ ہمیں نہیں پتہ نہ ہمیں اس میں کوئی دلچسپی ہے، اپنی خیر منانی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول نہ لیں۔ اس کے بعد ہمیں پتہ نہیں اس دنیا میں سو آدم آتا ہے یا ہزار آدم آتا ہے یا ایک لاکھ آدم آ جاتا ہے۔ لیکن اگر ایک لاکھ آدم آئے اور ایک لاکھ کو ایک لاکھ بیس ہزار سے ضرب دے دو پھر بارہ ارب نبی تو آ گئے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ کی ذات پر کوئی اعتراض نہیں پیدا ہوتا۔ لیکن

یہ ایک حقیقت ہے

کہ منافق جب یہ کہتا ہے تو وہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کو گرا کر کہتا ہے کہ آپ مجدد تھے اور صدی کے آخر میں ایک اور مجدد آئے گا۔ لیکن سنو آپ محض مجدد نہیں تھے۔ آپ مسیح بھی تھے، آپ مہدی بھی تھے، آپ امام آخر الزمان بھی تھے، آپ مجدد الفِ آخر بھی تھے، آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب بھی تھے اور خدا تعالیٰ نے آپ کو فرمایا ہے کہ قیامت تک کا زمانہ تمہارا زمانہ ہے۔ اسلئے کوئی شخص آپ سے یہ زمانہ چھیننے کے لئے تو نہیں آسکتا البتہ آپ کا خادم ہو کر آسکتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے جو خادم آنے ہیں وہ خلفائے سلسلہ حقہ احمدیہ ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خادموں کے لشکر میں شامل ہو کر اور پھر مسیح موعود علیہ السلام اپنے ان تمام خدام کے لشکر کے ساتھ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں

بطور ایک خادم کے کھڑے ہوتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

اب ہم عہد دُہرائیں گے۔ اس کے بعد ہم دعا کریں گے۔ پھر میں آپ کو السلام علیکم کہوں گا اور آپ کو رخصت کروں گا۔ میری دعا ہے سفر وحضر میں اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔"

عہد دہرانے کے بعد حضور کی اقتدا میں اجتماعی دُعا پر یہ بابرکت اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

تریاق اٹھرا مکمّل کورس بیس۲۰ روپے ٭ خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ ٭ فون نمبر ۵۳۸

کارکردگی کے لحاظ سے قابلِ اعتماد اور بے مثال ادارہ

کانٹی نینٹل کارگو سروسز کراچی

CONTINENTAL CARGO SERVICES KARACHI.

CUSTOMS CLearing and Forwarding Agent.

12—D, 3rd Floor, Motan Bldg. Karachi—2

بیرونی ممالک سے سامان درآمد و برآمد کرنے والوں کے لئے ہماری خدمات حاضر ہیں۔ احمدی احباب اپنے اس ادارہ کی اعلیٰ خدمات سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

خصوصیات:- ۱- مال کی بروقت کلیرنس (CLEARANCE) اور ترسیل (FORWARDING) کا خاص انتظام۔
۲- پرسنل بیگیج (UN-ACCOMPANIED BAGGAGE) کلیر کروانے کی خاص سہولت۔
۳- کار اور ٹریکٹرز کلیر (CLEAR) کروانے اور ان کے خرید اور فروخت کرنے کا خاص بندوبست۔

اور

امپورٹس و ایکسپورٹس کے متعلق ہر قسم کی معلومات کیلئے

درج ذیل پتہ پر رجوع فرماویں

پروپرائٹر:- شیخ طارق احمد انور

پتہ:- ۱۲-ڈی (تیسری منزل) موٹن بلڈنگ۔ کراچی ۲

فون نمبر- 22046

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوبصورت اور مضبوط دانت جدید طریقہ سے بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں
ٹیڑھے اور بدصورت دانت خوبصورت کیے جاتے ہیں دانتوں کو ٹھنڈا پانی لگنا یا درد ہونے کا فوری علاج کیا جاتا ہے
شریف ڈینٹل کلینک نزد مسجد اقصیٰ ربوہ فون ۵۴۳

(احمدی بھائیوں کی اپنی ایر کنڈیشنڈ دکان)

نیو پاک جیولرز

۱۱۱۔ فیروزپور روڈ نزد گلیکسی سینما

۱۲۔ ذیلدار روڈ۔ اچھرہ لاہور۔ فون ۴۱۰۹۷

۱۹۷۴ء کے بعد

ترقی کی طرف ایک اور قدم

دواخانہ حکیم نظام جان دیر سے دکھی مخلوق کی خدمت کرتا چلا آرہا ہے۔ گوجرانوالہ میں اب زچہ بچہ کے لئے مکمل انتظامات کئے ہیں۔ زنانہ امراض کے علاج کا خاطر خواہ بندوبست ہے۔

دواخانہ حکیم نظام جان گوجرانوالہ۔ مینیجر انوار احمد جان

شالوں کی مشہور دوکان

الفردوس

۸۵۔ بی۔ انارکلی۔ لاہور

الفردوس شال ہاؤس

ہمارے ہاں ہر قسم کی گرم کشمیری کامدار شالیں۔ زنانہ و مردانہ دھسے اور گرم مرینہ تھوک و پرچون واجبی داموں پر دستیاب ہیں۔ نیز ریڈی میڈ کرتے، شلواریں، سوٹ وغیرہ بھی ہر قسم مل سکتے ہیں۔

الفردوس شال ہاؤس
۸۵۔ انارکلی۔ لاہور

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کیلئے
اپنے معروف ادارہ

گلوب ٹمبر کارپوریشن

۲۶۔ نیو ٹمبر مارکیٹ
راوی روڈ۔ لاہور پر
تشریف لائیے!
(گورنمنٹ کنٹریکٹر)

فون نمبر ۶۰۲۲۰ / ۵۳۴۲۰ ؛ رہائش ۶۲۹۳۰ ؛ فیکٹری رچنا ٹاؤن ۲۱۰۷۰۰

احباب لکڑی کو دیمک سے محفوظ رکھنے کے لئے ہم سے رابطہ پیدا کریں

ھو الشافی

بواسیر کیور
PILES CURE

کیپسول نمبر۱ (۲۰۰ طاقت) ۱/۵۰ روپیہ
نمبر۲ (۱۰۰۰ طاقت) ۳/- "
نمبر۳ (۱۰ ہزار طاقت) ۴/۵۰ "
نمبر۴ (ایک لاکھ طاقت) ۶/- "
مکمل کورس ۴۸ کیپسولز کی ڈبیہ ۱۵/- "
ہر مرض کی اصلی کیور کی قیمت -/۱۵ روپے ہے
تسلی کے لئے کیور ٹو میڈیسن کمپنی کا نام اور ہمارا مونوگرام ضرور دیکھ لیں۔
۶۵ بیماریوں کی ۶۵ کیورز کا لٹریچر مفت
کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ (ڈاکٹر راجہ ہومیو) ربوہ
فون ۶۰۶ / ۶۰۷

آپ کا اپنا ادارہ

کوسموس ڈرائی کلینرز

جدید ترین ڈرائی کلیننگ کے لئے
ہمارے ہاں تشریف لائیے
اپنے احباب کیلئے ۲۵٪ کی سپیشل رعایت
میسرز کوسموس ڈرائی کلینرز فون ۳۲۷۲۰
چوک حسین آگاہی۔ نزد مسجد احمدیہ ملتان شہر

آپ کی اپنی

ٹریول ایجنسی

امریکہ، کینیڈا، مغربی جرمنی، استنبول، یونان اور مڈل ایسٹ کے لئے ہوائی اور بحری سفر کی رعایتی ٹکٹوں کی بکنگ کے لئے
آج ہی رجوع فرمائیں

★ انڈس ٹریول سروس ★

فون:- ۶۸۸۰۵
ٹرانسپورٹ ہاؤس بالمقابل فلیٹیز ہوٹل لاہور

مشہور مجربات

سنہ ۱۹۱۱ء سے شہرۂ آفاق

حب اٹھرا	مکمل کورس	پچیس روپے
نرینہ اولاد گولیاں	"	تیس روپے
زد جام عشق	(ایک ماہ کیلئے)	تیس روپے

حکیم عبدالحمید
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ نمبر ۱۹
فون ۴۴۰۰۵
ربوہ۔ فون ۱۲۵

جرمن ★ امریکن ★ اور پاکستانی

ہومیوپیتھک ادویات سے پرانے اور پیچیدہ امراض کے کامیاب علاج کیلئے تشریف لائیں یا بذریعہ ڈاک علاج کروائیں۔

ہومیوپیتھک ڈاکٹر ایس۔ اے رحمٰن
شاہ ہومیوپیتھک سٹور رحمت بازار ربوہ

الفضل کے خطبہ نمبر کے

خریداروں کی خدمت میں ضروری گزارش

الفضل کے خطبہ نمبر کے خریداروں کو اکثر شکایت ہے کہ انہیں پرچہ باقاعدہ نہیں ملتا۔ ایسے احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنے پرچوں کے خطبہ نمبر ملا لیا کریں۔ اگر درمیان میں سے کوئی نمبر انہیں نہ ملا ہو تو پھر وہ یہ خیال کریں کہ ان کا پرچہ ضائع ہو گیا ہے۔ اگر ان کے نمبر برابر مل رہے ہوں تو اس صورت میں اگر درمیان میں کوئی وقفہ ہو تو پھر یہ سمجھ لیا جائے کہ اس عرصہ میں کوئی خطبہ نمبر شائع ہی نہیں ہوا۔ اگر نمبر نہ ملیں تو وہ دوسرا پرچہ دفتر سے منگوا سکتے ہیں۔

(مینیجر روزنامہ "الفضل" ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

نرخنامہ جوہر مفید اٹھرا ۲۰/- روپے ؛ تریاق معدہ ۲/- روپے ؛ اکسیر پائیوریا ۲/۵۰ روپے
ناصر دواخانہ گول بازار ربوہ